

ڈاکٹر سمیرا بشیر

اسٹنٹ پروفیسر

شعبہ اردو، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ نویسی پر سرسید کے اثرات

ABSTRACT

Impact of Sir Syed's ideas on Maulvi Zakaullah's historiography.

By Dr. Sumera Basheer, Asst. Prof., Department of Urdu, Federal Urdu University, Karachi.

Moulvi Zakaullah was one of those companions of Sir Syed Ahmed Khan who tried his level best to accomplish the goals of Aligarh Movement. He also wrote many books on geography, ethics, literature, biography, linguistics and history. He gave special attention to history. His books entitled *Tareekh-e-Hindustan* (10 Volumes), *Sultan-e-Hindustan* (Volume 1 & 2), *Tareekh-e-Englisia*, *Aqin-e-Qasri*, *Sawaneh-e-Samiullah*, *Tareekh-e-Islam*, carry great importance. This article traces the effects of Sir Syed Ahmed Khan's ideas on Zakaullah's historiography.

شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ ۲۰ اپریل ۱۸۳۲ء کو دہلی کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حافظ ثناء اللہ تھے۔ مولوی ذکاء اللہ کے پردادا ابتدائی مغلیہ دور میں افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے اور یہاں آکر مغل شہزادوں کے استاد مقرر ہوئے۔ سرسید بھی دلی کالج کے پروردہ تھے وہیں مولوی ذکاء اللہ اور سرسید کے روابط قائم ہوئے۔

۱۶ دسمبر ۱۸۹۲ء کو سرسید نے محمد عنایت کو مولوی ذکاء اللہ کی دوستی اور خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ:

اللہ تعالیٰ ان کو صحیح و تندرست رکھے۔ ہماری قوم میں صرف ایک یہی شخص بے نظیر

ہے۔ علاوہ بے نظیر ہونے کے، ان کی محبت اور دوستی اپنے ہر ایک نیازمند کے ساتھ

بے نظیر و بے مثل ہے۔^(۱)

مذہبی ماحول ملنے کی وجہ سے مولوی ذکاء اللہ کا رجحان بھی مذہب اسلام کی طرف بڑھتا گیا اور جوانی میں ہی

آپ کا شمار عالموں میں ہونے لگا۔

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ نویسی پر سرسید کے اثرات

مولوی ذکاء اللہ کو مغلوں کے حالات دیکھ کر ان کے زوال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اسی وجہ سے انھوں نے مستقبل کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لیے انگریزی اور جدید علوم پر توجہ دینی شروع کر دی اور دہلی کالج میں داخلہ لے لیا وہاں انھوں نے علم ریاضی میں خاص دلچسپی کی وجہ سے سترہ سال میں اردو زبان میں ریاضی کی پہلی کتاب لکھی جس کا پہلا ایڈیشن چار دن میں فروخت ہو گیا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد دہلی کالج میں ریاضی کے استاد مقرر ہوئے۔ اس کے بعد اورینٹل کالج میں پرنسپل اور ۱۸۷۷ء میں میسور کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے۔

جب ”انجمن ترقی اردو“ کا ادارہ قائم ہوا تو اس کے صدر پروفیسر آرنلڈ، سیکریٹری علامہ شبلی نعمانی جب کہ نائب صدر کے عہدے پر مولوی ذکاء اللہ کو مقرر کیا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں آپ اسلامی کانفرنس کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کا انتقال ۱۹۱۰ء میں ہوا۔

مولوی ذکاء اللہ سرسید کے ان ساتھیوں میں سے تھے جنھوں نے علی گڑھ تحریک کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور کئی کتابوں کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ انھوں نے ”تہذیب الاخلاق“ کے لیے کئی مضامین لکھے آپ ورنیکلز یونیورسٹی کے بڑے مؤید بھی تھے، ان کی تصانیف اور علمی خدمات کے اعتراف میں حکومت نے انھیں ۱۸۶۳ء میں خان بہادر کا خطاب دیا۔ تاریخ سے ذکاء اللہ کو خاص دلچسپی تھی اور ذکاء اللہ کو شہرت بھی ان کی تصنیف ”تاریخ ہندوستان“ سے ملی۔

علم تاریخ سے سرسید کو بھی خاص دلچسپی تھی اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ سرسید نے مغلوں کی تباہی بربادی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس بات سے بھی بخوبی واقف تھے کہ مغلوں کے زوال کے پیچھے مسلمانوں کی کون کون سی کوتاہیاں اور کمزوریاں شامل ہیں اور انگریزوں کی مکاریاں کس حد تک کار فرما تھیں۔

بقول سید عبداللہ:

... سرسید کا تاریخی ذوق کسی حد تک موروثی بھی تھا۔ ان کے اسلاف قلعہ معلّے سے

وابستہ تھے۔ اس سبب سے درباری مذاق کی اکثر چیزوں سے (جس میں تاریخ بھی

شامل) ان کا تعلق خاندانی روایات کے زیر اثر تھا۔^(۲)

علی گڑھ تحریک سے مسلمانوں میں جو جوش و ولولہ اور اپنے آپ کو منوانے اور آگے بڑھنے کا جو احساس پیدا ہوا تھا۔ اُسے مزید تقویت دینے کے لیے انھوں نے سوانح نگاری اور تاریخ کی طرف بھی توجہ دی۔ سرسید کے مطابق قوموں کے عروج و زوال کے بارے میں جاننے کے لیے اس کی تاریخ کا جاننا بہت ضروری ہے۔ سرسید چاہتے تھے کہ سادہ اسلوب میں اسلامی تاریخ اور ہندوستان کی تاریخ کو بیان کیا جائے اس سے ہمارے لیے صرف عبرت نہیں بلکہ بعض

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ نویسی پر سرسید کے اثرات

حکمرانوں کے کارنامے ہمارے اندر قومی، ملی اور دوسرے مثبت جذبے ابھارتے ہیں۔

... اس تحریک نے تاریخ کے برے پھل سے عوام کو بچانے کی کوشش کی اور ماضی کے تذکرہ جمیل سے صرف اتنی توانائی حاصل کی کہ قوم مستقبل کی مایوسی ختم کرنے کے لیے ایک الگ معیار مقرر کر سکے۔^(۳)

ذاتی دلچسپی کے باوجود سرسید تاریخ نویسی پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ لیکن ان کی تصانیف ”اسباب بغاوت ہند“، ”آثار الصنادید“، ”تاریخ سرکشی بجنور“ تاریخ کی دنیا میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

سرسید کے علاوہ جن ساتھیوں نے تاریخ نویسی پر خاص توجہ دی ان میں شبلی نعمانی نے اسلامی تاریخ کے متعلق ”الفاروق“، ”سیرت عائشہ“، ”سیرت النبی“، ”المأمون“، ”النعمان“ جب کہ الطاف حسین حالی نے برصغیر میں سوانح نگاری کا آغاز کیا اور ”یادگارِ غالب“، ”حیات سعدی“ اور ”حیات جاوید“ لکھیں۔

مولوی ذکاء اللہ سرسید کے ان ساتھیوں میں سے تھے جنہوں نے تاریخ نویسی پر توجہ دی۔ یوں تو انہوں نے جغرافیہ، اخلاقیات، ادب، سوانح، لسانیات، معاشیات اور سیاست کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ آپ نے ”تہذیب الاخلاق“ کے لیے بھی مضامین لکھے، لیکن علم ریاضی پر انہوں نے سب سے زیادہ یعنی ۸۱ کتابیں لکھیں ”سلطنت ہندوستان“ کی دو جلدیں، ”آئینِ قیصری“ (سوانحِ عمریِ ملکہ وکٹوریہ، ۳ جلدیں)، ”سوانحِ سمیع اللہ“، ”تاریخِ اسلام“، ”فرہنگِ فرنگ“ (اہلِ یورپ کی شائستگی اور تہذیب کا حال)۔

... حامد حسن قادری نے مولوی ذکاء اللہ کی کتابوں کی فہرست ۱۴۳ بتائی ہے۔

حالاں کہ ان کی کتابوں کی تعداد کم از کم ۱۶۰ تھی۔^(۴)

انہوں نے اس زمانے میں اعلیٰ مغربی تعلیم اردو زبان میں دی اور الہ آباد کالج سے سبکدوش ہونے تک اردو زبان میں تعلیم دیتے رہے، اس کے بعد علم تاریخ پر خصوصی توجہ دی اور دس جلدوں پر مشتمل ”تاریخِ ہندوستان“ لکھی۔ ان کی یہ تصنیف خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب اس ترتیب سے لکھی گئی:

(۱) تاریخِ ہندوستان (جلد اول) اس جلد میں تمہید ہے کہ مصنف نے کس طرح کتاب کو تصنیف کیا

(۲) تاریخِ ہندوستان (جلد دوم) (سلاطینِ خلجیہ، سلاطینِ تغلق اور سیدوں اور لودھیوں کے باشاہوں کا حال)

(۳) تاریخِ ہندوستان (جلد سوم) (بابر نامہ، شگرف نامہ، ہمایوں، رزم نامہ، شیر شاہ)

(۴) تاریخِ ہندوستان (جلد چہارم) (مختلف شہروں اور سلاطین کی تاریخ)

(۵) تاریخِ ہندوستان (جلد پنجم) (اقبال نامہ اکبر)

(۶) تاریخِ ہندوستان (جلد ششم) (کارنامہ جہانگیر)

(۷) تاریخ ہندوستان (جلد ہفتم) (نامہ ظفر شاہجہاں)

(۸) تاریخ ہندوستان (جلد ہشتم) (نامہ عالمگیری)

(۹) تاریخ ہندوستان (جلد نہم) (زوال سلطنت تیمور)

(۱۰) تاریخ ہندوستان (جلد دہم) (مختلف مضامین)

اس تاریخی کتاب لکھنے کی غرض وجہ تھی، بقول سی ایف اینڈ ریو، ان کی خواہش تھی کہ:

... وہ ثابت کریں کہ ہندوستان میں اچھی حکومت کا پہلا اور آخری اصول مذہبی

روداداری ہے۔ ان کے نزدیک بہترین حکمران خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا

انگریز۔ وہ تھے جو روداداری سے محبت رکھتے تھے اور اس پر عمل پیرا تھے اور مختلف

فروق کو باہم متحد رکھتے تھے۔ بجائے اس کے وہ مذہبی اور نسلی تنگدلی، تعصب اور

غور کی قوتوں کے ذریعے انہیں ایک دورے سے علیحدہ رکھیں۔^(۵)

”تاریخ ہندوستان“ کی دس جلدوں میں انھوں نے ہندوستان کی پوری تاریخ کو سمیٹ لیا ہے خاص طور پر

مغلوں سے کہاں کہاں کوتاہیاں ہوئیں اور ان کے زوال کے کیا اسباب تھے۔ تمام حالات و واقعات کو انھوں نے بڑی

سچائی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس خیال کی تائید ڈاکٹر اے ایچ کوثر نے اس طرح کی ہے:

”تاریخ ہندوستان“ تحقیقی اعتبار سے لائق ستائش اور قابلِ قدر کوشش تھی لیکن اس

کی طوالت اور ضخامت کے سبب اس کو صحیح مقام حاصل نہ ہوا۔ انھوں نے کتابوں

کی تصنیف کے سلسلے میں انتہائی محنت لگن، غور فکر اور تحقیق و تدوین سے کام لیا۔^(۶)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مولوی ذکاء اللہ نے مغل دربار میں ہونے والی تمام غیر اخلاقی سرگرمیوں،

عیاشیوں اور غیر ذمہ دارانہ طور طریقوں کو دیکھا تھا۔ اگر انگریز برصغیر میں آکر مغلیہ حکومت میں مداخلت نہ کرتے تو بھی

مغل اپنی ہی غلطیوں سے کبھی اپنے زوال کو پہنچ جاتے۔

”تاریخ ہندوستان“ میں مولوی ذکاء اللہ نے شاہ ظفر کی سادگی اور غیر ذمہ دارانہ رویے پر حیرت اور افسوس

کیا ہے۔ ان حالات سے جب حکمرانی اور دربار کی شان و شوکت بڑی واضح طور پر زوال کی جانب بڑھتی ہوئی نظر آرہی

تھی ان حالات میں بھی بادشاہوں کا دربار سجا کر رقص و سرور کی محفلوں میں گم رہنا، اپنے زوال کو دعوت دینے کے متراف

تھا۔ ان تمام واقعات کو مولوی ذکاء اللہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

... امور نظم و نسق جہاں تک وہ بادشاہ کے حیطہ اختیار میں تھے بدتر ہوتے

گئے۔ خود بادشاہ حریص درباریوں اور خوشامدیوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ نویسی پر سرسید کے اثرات

جو انعام و اکرام کی توقع میں خوشامد کرتے اور ان کی موسیقی اور شاعری کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا تے رہتے تھے۔ اس ترکیب سے وہ بڑی بڑی رقمیں اینٹھ لیتے تھے جنہیں درحقیقت ملکی مفاد پر صرف ہونا چاہیے تھا۔^(۷)

”تاریخ ہندوستان“ میں انھوں نے مغلیہ حکومت کے بارے میں جن حقائق کی نشاندہی کی ہے ان پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انھوں نے حقائق صرف سرسید کے ہم خیال ہونے یا انگریزوں کو متاثر کرنے کے لیے نہیں بیان کیے بلکہ دربار میں جو کچھ ہو رہا تھا اور ان کے غیر سنجیدہ ہونے کی وجہ سے عوام پس رہی تھی، ملک تباہی کی طرف جا رہا تھا، سرکاری خزانے خالی ہو گئے جنگ آزادی کے بعد حالات مزید خراب ہو گئے اور عوام کو حالات سدھرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اور مولوی ذکاء اللہ کے خیال کے مطابق؛

... اور گلزیب کے مرنے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی، کان بہرے، دانت ٹوٹے ہوئے پوپلے، ٹانگیں لنگڑی، کمر ٹوٹی ہوئی، ہاتھ لہجے ہو گئے کوئی کل سیدھی نہ رہی، جیتے جی مر گئے۔^(۸)

قصہ مختصر یہ کہ مولوی ذکاء اللہ نے مغلیہ دور حکومت کو ایک سچے مورخ کی طرح یوں بیان کیا ہے کہ ماضی حکمرانوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے حال اور مستقبل کے حکمران عبرت ناک سبق سیکھ سکیں اس بات کی تائید سید عبداللہ نے اس طرح کی ہے۔

... سرسید کے رفقا میں شبلی کے بعد اگر کوئی شخص مؤرخانہ امتیاز کا مالک ہے تو وہ مولوی ذکاء اللہ ہیں۔ ان کا بڑا کارنامہ ”تاریخ ہندوستان“ ہے۔ ذکاء اللہ کے نزدیک تاریخ کی عملی قدر منزلت یہ ہے کہ اس میں علم معاشرت و تمدن کو بہ توضیح و تفصیل بیان ہو۔ اور قوموں کی سوانح عمری اس طرح بیان کرے کہ ان کی تمدنی معاشرت کے باہمی مقابلے کا سامان پہنچ سکے تاکہ آئندہ زمانے کے لیے ان قطعی قوانین کا تصفیہ ہو جائے۔ جس کے مطابق تمدنی واقعات پیش آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ زوال کی طرف جا رہے تھے۔^(۹)

”آئینِ قیصری“ میں بھی وہ ایک کامیاب مؤرخ نظر آتے ہیں آئینِ قیصری ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں انھوں نے ۱۸۵۴ء سے لے کر ۱۹۰۴ء کے حالات لکھے ہیں۔ اس میں انھوں نے ملکہ وکٹوریہ کی ذاتی زندگی کے علاوہ سلطنت کے نظام کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ مولوی ذکاء اللہ ملکہ وکٹوریہ سے بھی بے حد متاثر تھے، کچھ تو ان کی ذاتی پسندیدگی تھی اس کے علاوہ جن حالات میں ملکہ وکٹوریہ نے اقتدار سنبھالا، اس زمانے میں مسلمانوں کے اختلافات

مولوی ذکاء اللہ کی تاریخ نویسی پر سرسید کے اثرات

صرف انگریزوں سے نہیں بلکہ وہ ہندوؤں سے بھی ناخوش تھے۔

مولوی ذکاء اللہ کا خیال تھا کہ ان حالات میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے اگر کسی ایک کی بھی حکومت آجاتی تو ان دونوں کی آپس کی نا اتفاقیوں کی وجہ سے ملک کے حالات صحیح نہ رہتے بلکہ اختلافات بڑھنے کے امکان زیادہ تھے۔ اس لیے وہ اس بات کے حق میں تھے کہ ملک کا نظام ملکہ وکٹوریہ کے ہاتھوں میں رہنا چاہیے۔

مولوی ذکاء اللہ نے ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

... میں پرانی دہلی کو جانتا ہوں میں شاہی محل سے بھی اچھی طرح واقف ہوں...

موجودہ دور مع اپنی تمام خامیوں کے اس سے کہیں بہتر ہے۔ لوگ پچھلے اچھے وقتوں

کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایام بحیثیت مجموعی اچھے نہ تھے... وہ دن بدن اخلاقی

اور انحطاط سے بھرپور تھے۔^(۱۰)

مولوی ذکاء اللہ ملکہ وکٹوریہ کے نظام حکومت کے ساتھ ساتھ ان کے تعلیمی نظام سے بھی متاثر تھے کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ تعلیم ہی وہ ہتھیار ہے جس سے قومیں ترقی اور کامیابی کی طرف جاتی ہیں اور زندگی کے ہر معاملے میں صحیح فیصلے کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کا اشارہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ہے، جو کہ مسلمانوں کا محض جذباتی فیصلہ تھا۔ برائے نام اور کھوئی ہوئی حکومت کو بچانے کے لیے اس وقت جنگ کرنا، جب فوج نے جنگی مشقیں کرنا چھوڑ دیں تھیں۔ جذبہ حب الوطنی بھی ان کے دلوں سے ختم ہو چکا تھا۔ جنگی ہتھیار بھی ان کے پاس برائے نام تھے۔ یہ محض ناسمجھی اور جذباتی فیصلے کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

... مولوی ذکاء اللہ کے مطابق اگر لوگ تعلیم یافتہ ہوتے تو یہ سانحہ کبھی برپا نہ ہوتا۔

وہ سمجھتے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی مذہبی جواز نہیں بنتا تھا۔

کیوں کہ ان کا دور ماضی کے ادوار سے نسبتاً بہتر ہے۔^(۱۱)

بحیثیت مؤرخ ”تاریخ ہندوستان“، ”سلطنت ہندوستان“ اور ”آئینِ قیصری“ میں مولوی ذکاء اللہ نے مغل حکمرانوں سے متعلق جو حقائق بیان کیے ہیں اس پر بہت سے لوگوں نے اعتراضات کیے ہیں اور ان پر انگریزوں کے حمایتی ہونے کا الزام ہے، حالانکہ مولوی ذکاء اللہ کے علاوہ دیگر مورخین نے بھی مغلیہ حکومت کی ان کمزوریوں کو بیان کیا ہے جو صرف مغل حکمرانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ کسی بھی غیر ذمے دار یا عیاش حکمرانوں کے زوال کا سبب بن سکتی تھیں۔ جہاں تک حکمران بننے کا تعلق ہے وہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے حکمران کا صرف مسلمان ہونا کافی نہیں بلکہ ذمے دار، ایماندار اور انصاف پسند ہونا اس کی کامیابی اور عوام کی خوشحالی کے لیے از حد ضروری ہے۔

حواشی:

- (۱) ڈاکٹر جمال نقوی، سرسید کے نورتن (مضامین)، (کراچی: رنگ پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)
- (۲) سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کے کار کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۶۰-۶۱
- (۳) ڈاکٹر انور سدید، اردو ادب کی تحریکیں، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان)، ص ۳۱۶
- (۴) دہلی کالج، اردو میگزین، 'قدیم دلی نمبر' ۱/۱ اپریل ۱۹۵۳ء، ص ۱۳۹
- (۵) مولوی ذکاء اللہ، سی ایف اینڈریو، مترجم: ضیاء الدین احمد برنی، (کراچی: تعلیمی مرکز)، ص ۱۳۸
- (۶) اے ایچ کوثر، اردو کی علمی ترقی میں سرسید اور ان کے رفقاء کے کار کا حصہ، (کراچی: لائبریری پروموشن بیورو، جامعہ کراچی، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۸۶
- (۷) مولوی ذکاء اللہ، سی ایف اینڈریو، مترجم: ضیاء الدین احمد برنی، ص ۴۲-۴۳
- (۸) ڈاکٹر رفعت جمال، ذکاء اللہ: حیات اور ان کے علمی و ادبی کارنامے، (دہلی: نیو تھو آرٹ پریس، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۷
- (۹) سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کے کار کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۲۰۶
- (۱۰) مولوی ذکاء اللہ، سی ایف اینڈریو، مترجم: ضیاء الدین احمد برنی، ص ۲۷
- (۱۱) ظہیر حسن، مولوی ذکاء اللہ: جدیدیت پسند مفکر (مقالہ ایم اے)، نگراں: محترمہ نوین جی حیدر، (کراچی: پاکستان اسٹڈیز سینٹر، جامعہ کراچی)، ص ۵۱

ماخذ

- ۱۔ جمال، رفعت، ڈاکٹر، ذکاء اللہ: حیات اور ان کے علمی و ادبی کارنامے، (دہلی: نیو تھو آرٹ پریس، ۱۹۹۰ء)، ص ۶۷
- ۲۔ حسن، ظہیر، مولوی ذکاء اللہ: جدیدیت پسند مفکر (مقالہ ایم اے)، نگراں: محترمہ نوین جی حیدر، (کراچی: پاکستان اسٹڈیز سینٹر، جامعہ کراچی)، ص ۵۱
- ۳۔ ذکاء اللہ، مولوی، سی ایف اینڈریو، مترجم: ضیاء الدین احمد برنی، (کراچی: تعلیمی مرکز)، ص ۱۳۸
- ۴۔ سدید، انور، ڈاکٹر، اردو ادب کی تحریکیں، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان)، ص ۳۱۶
- ۵۔ عبداللہ، سید، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کے کار کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۶۰-۶۱
- ۶۔ کوثر، اے ایچ، اردو کی علمی ترقی میں سرسید اور ان کے رفقاء کے کار کا حصہ، (کراچی: لائبریری پروموشن بیورو، جامعہ کراچی، ۱۹۸۴ء)، ص ۳۸۶
- ۷۔ نقوی، جمال، ڈاکٹر، سرسید کے نورتن (مضامین)، (کراچی: رنگ پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)